عہد جدید کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے منصوبہ بندی: سیرت نبوی کا خصوصی مطالعہ

Planning to Address the Challenges of Modern Age: A Specialized Study of The Prophet's Biography

Hafiz Muhammad Asif Javed
PhD Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: abcfarsi@gmail.com

Abstract
When we look at the fourteen centuries of Muslim life in the pages of history, it becomes clear that we were the sole owner and monopolist of honor, glory and splendor. But when we look away from these pages and observe the present situation, we find ourselves suffering from extreme humiliation, poverty and destitution. The enemy is happy with our condition and our weakness is openly exposed and ridiculed. Not only that, but our own livers, the youth of the new civilization, make fun of the sacred principles of Islam. Let's take a critical look at the matter. And they consider this sacred law unworkable, meaningless and useless. The intellect wonders why the nation which has irrigated the world is thirsty today. Why is the nation that taught the world a lesson of civilization uncivilized and uncivilized today? The leaders of the nation assessed our plight long before today and struggled for our betterment in various ways. Looks more dangerous and darker. It is an irreparable crime for us to remain silent and not make a practical effort, but before we take any practical action, it is important to consider the reasons why we have been subjected to this humiliating torment. The various causes of our inferiority and degradation are explained.
Keywords: Contemporary problems of Muslim Ummah, Contemporary challenges of Muslim Ummah, solution of challenges of Muslim Ummah

تمہید و تعارف:

آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل جب دنیا کفر و ضلالت، جہالت و سفاہت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی، بطحاء کی سنگلاخ پہاڑیوں سے رشد و ہدایت کا مہتاب نمودار ہوا اور مشرق و مغرب، شمال و جنوب غرض دنیا کے ہر ہر گوشہ کو اپنے نور سے منور کیا، اور ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں بنی نوع انسان کو اس معراج ترقی پر پہنچایا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور رشد و ہدایت، صلاح و فلاح کی وہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں دی، جس کی روشنی میں ہمیشہ شاہراہ ترقی پر گامزن رہے اور صدیوں اس شان و شوکت سے دنیا پر حکومت کی کہ ہر مخالف قوت کو ٹکرا کر پاش پاش ہونا پڑا، جب کہ موجودہ مشاہدات واقعات خود ہماری سابقہ زندگی اور ہمارے اسلاف کے کارناموں پر بدنما داغ لگا رہے ہیں.

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت وعظمت، شان وشوکت اور دبدبہ وحشمت کے تنہا مالک اور اجارہ دار تھے. لیکن جب ان اوراق سے نظر ہٹا کر موجودہ حالات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ہم انتہائی ذلت وخواری، افلاس وناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں. نہ زور قوت ہے نہ زور دولت، نہ شان وشوکت ہے نہ باہمی اخوت والفت نہ عادات اچھی نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال اچھے نہ کردار اچھے، ہر برائی ہم میں موجود اور ہر بھلائی سے کوسوں دور، اغیار ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور برملا ہماری کمزوری کو اچھالا جاتا ہے اور ہمارا مذاق اڑایا جاتا ہے. اسی پر بس نہیں بلکہ خود ہمارے جگر گوشے، نئی تہذیب کے دلدادہ نوجوان، اسلام کے مقدس اصولوں کا مذاق اڑاتے ہیں. بات بات پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں. اور اس شریعت مقدسہ کو ناقابل عمل، لغو اور بیکار گردانتے ہیں، عقل حیران ہے کہ جس قوم نے دنیا کو سیراب کیا وہ آج کیوں تشنہ ہے؟ جس قوم نے دنیا کو تہذیب وتمدن کا سبق پڑھایا وہ آج کیوں غیر مہذب اور غیر متمدن ہے؟ رہنمایان قوم نے آج سے بہت پہلے ہماری اس حالتِ زار کا اندازہ لگایا اور مختلف طریقوں پر ہماری اصلاح کیلئے جدوجہد کی مگر: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آج جب کہ حالت بد سے بدتر ہو چکی اور آنے والا زمانہ ماسبق سے بھی زیادہ پر خطر اور تاریک نظر آرہا ہے. ہمارا خاموش بیٹھنا اور عملی جدوجہد نہ کرنا، ایک ناقابل تلافی جرم ہے لیکن اس سے پہلے کہ ہم کوئی عملی قدم اٹھائیں، ضروری ہے کہ ان اسباب پر غور کریں، جن کے باعث ہم اس ذلت وخواری کے عذاب میں مبتلا کیے گئے ہیں. ہماری اس پستی اور انحطاط کے مختلف اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات سے دوری:

امت مسلمہ کا اہم مسئلہ، جو خود مسلمانوں کی ترقی میں حائل ہے اور ساتھ ساتھ غیر مسلم کو بھی مسلم بنانے میں اول درجہ کی رکاوٹ ہے. وہ مسلمانوں کا اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہونا ہے. مسلمان جب خود ان احکامات و اعمال پر عمل پیرانہ ہونگے تو غیر اس سے کیا اثر قبول کریں گے. مذکورہ مسئلہ کو ذرا بسط سے بیان کرنے کیلئے چند اعمال کی نشان دہی ضروری ہے. یقین محکم کی کمی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ[1]

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو ضرور روئے زمین کا خلیفہ بنائے گا۔

ایک موقع پر اس طرح ارشاد ہے:

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا[2]

اور اگر یہ کافر تم سے لڑتے، تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر کوئی یار و مددگار نہ پاتے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[3]

اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم پورے مومن رہے.

مذکورہ بالا ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت، شان و شوکت، سربلندی اور سرفرازی اور برتری و خوبی ان کی صفت ایمان سے وابستہ ھے. اگر ان کا تعلق اللہ اور رسول سے محکم ھے، تو سب کچھ ان کا ہے اور اگر اس میں کمی ھے تو پھر سراسر خسارہ اور ذلت ہے۔ ہمارے اسلاف ایمان سے متصف تھے، اور ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں جیسا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ھے قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف نقوش رہ جائیں گے۔[4]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فقدان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ[5]

اے امت محمّدیہ! تم افضل امت ہو تم کو لوگوں کے نفع کیلئے بھیجا گیا ہے تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اِس آیت میں امت کو خیر امم کا لقب عطا ہوا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر وجہ ٹھہری آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جب میری امت دینا کو قابل وقعت سمجھنے لگے گی، تو اسلام کی وقعت ان کے قلوب سے نکل جائے گی۔ اور جب امر بالمعروف و نھی عن المنکر کو چھوڑ دے گی، تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی۔[6] معلوم ہوا کہ جب امت مسلمہ اس کام کو چھوڑدے گی، تو غیبی نصرت و مدد سے محروم ہو جائے گی۔

فریضہ جہاد سے بے رغبتی:

تاریخ بتلاتی ہے کہ اسلام کے رعب سے کہیں یہود میدان سے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہیں مشرکین مکہ جان کے تحفظ کی خاطر پناہ گاہیں تلاش کر رہے ہیں۔ اگر ایک طرف مسلمان حنین کی لڑائی میں مضبوط تیر اندازوں کو شکست فاش دیتے ہیں، تو دوسری طرف قیصر و کسریٰ کے مضبوط تخت مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے خوف زدہ ہو کر ڈگمگاتے نظر آتے ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ عرب تین سو سال تک پوری دنیا پر

چھائے رہے افغان، ترک اور ہندوستان ڈیڑھ صدی تک سپر پاور رہے مصری ہزار سال تک پایہ تخت رہے لیکن حوادثات زمانہ کے ساتھ ساتھ جب عالم اسلام کے مسلمانوں نے اسلام کو صرف نماز، روزہ، زکوۃ اور حج تک محدود کر کے رکھ دیا اور جہاد جیسے اہم فریضہ کو پس پُشت ڈال دیا، اِس وقت سے مسلمانوں کے انحطاط کا دور شروع ہوا۔

اخلاقی پستی:

ملت اسلامیہ کے نوجوان آج اپنی تاریخ سے غافل ہو کر عیش و عشرت کے سامان کے متلاشی ہیں۔ جس جوان کے ہاتھ میں قلم ہوا کرتی تھی، آج وہ آڈیو اور وڈیو کیسٹیں اور سی ڈیز کے ذریعے اپنے شب و روز ضائع کر رہا ہے بوڑھے والدین کو معاشرے کا بوجھ سمجھا جا رہا ہے

مسلم ممالک میں بھی اغیار کی طرح خواتین کی اجتماعی عصمت دری ہو رہی ہے. معصوم بچوں کو اونٹ دوڑ میں استعمال کر کے اپنی ہوس:۔ پوری کی جارہی ہے شہروں میں سینما گھر اور منی سینما نوجوان نسل کو تباہی کے مناظر دکھلا کر انھیں تخریب کاری پر آمادہ کر رہے ہیں۔ الغرض آج کا نوجوان اخلاقی پستی کی طرف گرا جا رہا ہے۔

ملت اسلامیہ کے معاشی و معاشرتی اور سیاسی مسائل

ملت کی حفاظت اور ملی تقاضوں سے چشم پوشی:

ارشاد خداوندی ہے

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ[7]

اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ ایک موقع پر فرماتے ہیں. ملت اسلامیہ کے افراد کسی ملک میں ملت سے کٹ کر اور اس کے ملی اور اجتماعی تقاضوں سے آنکھیں بند کر کے محض انفرادی خوشحالی، معاشی ترقی، ذاتی سرمایہ اور ذاتی منصب و اعزاز اور شخصی حفاظت و ضمانت پر کبھی زندہ محفوظ و باعزت و باوقار نھیں رہ سکتے، ملت کے کھلے ہوئے اجتماعی تقاضون اور ضرورتوں کی تکمیل سے افراد کا پہلو تہی کرنا اور ان کے بارے میں تغافل سے کام لینا اور اپنے ذاتی کاروبار کی ترقی اور اپنے محدود خاندانوں کی بہبودی و آسائش پر اپنی تمام توجہ مرکوز کر لینا اور اپنی خیالی جنت میں مست رہنا اور اسی کو حقیقی مسرت و کامیابی سمجھنا اپنے حق میں کانٹے بونا اور پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ ممالک اسلامیہ کی پوری تاریخ اور مسلمانوں کا سابق طرز عمل اس اعلان کی صداقت کی تصدیق کرتا ہے کہ جس نسل یا ملک کے مسلمانوں سے غلطی ہوئی تھی، وہ حرف غلط کی طرح مٹا دیے گئے اور ان کی زندگی کا تانا بکھر کر رہ گیا، اندلس، بخارا اور سمرقند کی تاریخ اِس پر شاہد ہے.[8]

رسم ورواج اور مسرفانہ تقریبات:

ایک اہم چیز جو عالم غیب میں بھی بڑا اثر رکھتی ہے اور ملی و اجتماعی زندگی میں بھی اس کے اثرات بڑے وسیع اور دور رس ہیں. وہ مسلمانوں کا اپنے ذاتی معاملات پر اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں اسراف وفضول خرچی، شہرت وعزت کے حصول یا رسم ورواج کی پابندی میں بے دریغ روپیہ صرف کرنا اور اپنے پڑوسیوں، عزیزوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر وفاقہ، اضطراب حالات سے چشم پوشی اور بے حسی ہے جن میں لاکھوں مسلمان مبتلا ہے۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کے حکیم وعادل ذات کیلئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہے۔ کہ ایک ایسے ماحول وزمانہ میں جہاں ایک کثیر تعداد نان شبینہ کی محتاج ہو، جاں بلب مریض دوا اور برہنہ تن مرد اور عورتیں ستر پوشی سے محروم ہوں، کہیں کسی بیوہ کے چولھے پر توا اور کہیں کسی غریب کے جھونپڑی میں دیانہ ہو، ایک ایک دعوت اور ایک ایک تقریب میں لاکھوں روپے بے دریغ خرچ کئے جائیں حقیقتاً اس سلسلے میں سخت اقدام کی ضرورت ہے، اِس بات کو صاف طریقے پر واضح کردینے کی ضرورت ہے کہ یہ مسرفانہ تقریبات افراد کیلئے غضب الٰہی کا موجب اور ملت کیلئے وبال کا باعث ہیں۔

عدم تعاون اور اجتماعی مفاد پر ذاتی مفاد کی ترجیح:

ملت اسلامیہ کے مسلمانوں میں اجتماعی وملی کاموں کو باہمی تعاون اور جذبۂ اعتماد کے ساتھ انجام دینے کی صلاحیت روز بروز مفقود ہوتی جارہی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں اس کے عظیم سے عظیم تر ادارے (خواہ وہ تعلیمی ہوں یا رفاہی تنظیمات) موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اس کا بڑا سبب ان اداروں کے ساتھ عدم تعاون ہے۔ نیز سر پرستوں، سیاسی رہنماؤں اور بااثر افراد کی خواہشات ومفادات پر اداروں کے مصالح ومفادات کو بے تکلف قربان کر دیا جاتا ہے، بعض اوقات ان بااثر لوگوں میں سے اگر کسی کی ادنیٰ خواہش کی تکمیل نہیں کی جاتی، تو وہ اس ادارے کی اینٹ سے اینٹ بجادینے سے بھی ملت کو بڑے سے بڑے بیش قیمت اثاثہ سے بھی محروم کردینے سے بھی احتراز نہیں کرتا۔ قومی زوال کی ابتدائی اور واضح علامتوں میں سے ایک علامت ملی اداروں کے چلانے کی صلاحیتون کا فقدان ہے۔ جس میں سب سے زیادہ اعتماد باہمی، جزبہ تعاون اور ایثار وقربانی اور تحمل وضبط نفس کی ضرورت ہے۔

آئی، ایم، ایف اور معاشی بحران:

امت مسلمہ اس وقت شدید مالی بحران سے دوچار ہے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ عالمی بینک آئی، ایم، ایف پر اغیار کا قبضہ ہے۔ جو کہ ملت اسلامیہ کی بیش بہا دولت (سونا، تیل اور دیگر قیمتی معدنیات) کو اپنے ہی استعمال میں لارہی ہے۔ دوسری طرف ملت کے صنعتکار اور تاجر برادری بھی سود کی حرام رقم کی لالچ میں اپنا قیمتی

سرمایہ انہی کے حوالے کر رہے ہیں۔ ممالک اسلامیہ بھی ضروریات بلکہ خواہشات پوری کرنے کی غرض سے اغیار سے دھڑا دھڑ قرضے وصول کر رہے ہیں۔ اور وہ اِن قرضون کے بدلے ممالک اسلامیہ میں خوب سرمایہ کاری کر رہے ہیں، اور اسی کے باعث اکثر ممالک اسلامیہ کی کشتی ڈگمگا رہی ہے۔

امت مسلمہ کے سائنسی مسائل:

عالمی دنیا اور ۲۰ فیصد مسلمان:

بہترین جغرافیائی محل وقوع اور وسائل سے مالامال ہونے کے باوجود پوری دنیا کی بیس فیصد مسلمان کی عالمی حیثیت صفر سے زیادہ نہیں ہے ماضی میں شان دار اور لازوال سائنسی اور علمی کارنامے انجام دینے والی قوم آج تقلید اور تحقیق دونوں ہی سے دامن چھڑا چکی ہے امریکہ کے ٹیکنالوجیز یونیورسٹی دوہزار چار کے اپنے شمارے میں ایجادات کے حوالے سے خصوصی موضوعات کے علاوہ ایجادات کا عالمی نقشہ شائع کیا ہے. جس میں بیان کی گئی درجہ بندی کے مطابق امریکہ پہلے نمبر پر ہے. حیرت انگیز طور پر یورپ کا چھوٹا سا ملک فن لینڈ دوسرے نمبر پر ہے. برطانیہ نمبر ۳، جاپان نمبر ۴ اور جرمنی نمبر ۵ پر ہے. جب کہ ملائیشیا ۵۳ ویں نمبر پر ہے جو کہ اسلامی ممالک میں سے سے اول نمبر پر ہے.

عرب ممالک اور سائنس:

عرب دنیا ۲۲ ممالک پر مشتمل ہے. اور ان کی مجموعی آبادی ۸۲ کروڑ کے لگ بھگ ہے. یہ دنیا کی کل آبادی کا پانچ فیصد ہے. جب کہ دنیا میں تیل کی بڑی مقدار ان کے قدموں تلے موجود ہے ۱۹۶۰ء میں ۶۰ فیصد ناخواندگی تھی. جو ۱۹۹۰ کے عشرے میں کم ہو کر ۳۴ فیصد تک رہ گئی ہے. اسلامی ممالک کے وزراء کا سائنسی و فنیاتی کمیشن (کومیٹیک) آج تک مطالبات زر کے چکر سے باہر نہیں نکل سکا ہے. متمول اسلامی ممالک عیش و عشرت پر اربوں ڈالر خرچ کر دیتے ہیں جب کہ سائنسی منصوبوں کیلئے ان کے پاس چند لاکھ ڈالر بھی نہیں ہوتے۔[9]

دولت مشترکہ برائے سائنس:

امت مسلمہ میں سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کیلئے ضروری ہے کہ سائنسدانوں کو کام کرنے کی آزادی، مناسب سہولتیں اور وقت دیا جائے. کامیابی کی منازل راتوں رات حاصل نہیں کی جاسکتی. بقول ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی، سائنس کی ترقی کیلئے پیسے اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے. یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک جانب سے پیسہ ڈالا جائے اور دوسری جانب سے منافع نکال لیا جائے.

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک دولت مشترکہ برائے کے قیام کی جدوجہد کریں. علوم جدیدہ کے اعلیٰ ترین ادارے قائم کریں. اور افرادی قوت کی تربیت کا سامان کریں علم کی سچی تڑپ، لگن اور مستقل

مزاجی سے ہی ہم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں. یادرکھیے کہ ترقی اور مادی خوشحالی کے تمام راستے سائنس اور ٹیکنالوجی کی شاہراہ سے ہی گذرتے ہیں. یہ پسماندگی اور اندھیرا ہمارا مقدر نہیں ہے، اب بھی وقت ہے کہ ہم خود کو بہتر بنا کر اپنا مقام بلند پا سکتے ہیں۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا　　　کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں[10]

امت مسلمہ کے اہم حل طلب مسائل اور ان کا حل:

اس عنوان کے تحت صرف ان خاص خاص مسائل کو بیان کیا جائے گا، کہ جن کے فوری حل کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ امت مسلمہ کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کیا جاسکے، بالفاظ دیگر یہ چند ایسے نکات یا مشورے ہیں کہ جن پر امت مسلمہ عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو شاہراہ ترقی پر گامزن کر سکتی ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم اگر ان کو اپنا مسائل سمجھے اور مکمل ذمہ داری کے ساتھ اپنے اس حل کی طرف توجہ دے، تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ امت مسلمہ ہی دنیا کی ترقی یافتہ امت بن سکتی ہے.

اسلامی تہذیب کا احیاء:

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ امت مسلمہ کی سابقہ ادوار میں ایک شان و شوکت تھی، دبدبہ و وقار تھا. جو کہ اب مفقود ہوتی جارہی ہے. ضرورت اس مرکی ہے کہ ہر قوم و ملک اپنی سابقہ تاریخ کا مطالعہ کرے، اور اپنے اکابرین کے مٹے ہوئے نشانات کو تلاش کر کے ان کے نقش قدم پر چلے. انہی کی طرح اپنے اندر شجاعت، دلیری، زندہ دلی، مہمان نوازی، پیکر اخلاق، مجسم اعمال حسنہ اور اخوت و بھائی چارے والی صفات پیدا کرے۔

مشترک اور متوازن نظام تعلیم:

تمام اسلامی ممالک میں مشترک نظام تعلیم ہو۔ جو معاشرے کے نوجوانوں کو صحیح راہ عمل کی طرف راہنمائی کرے۔ زیادہ آبادی والے یا اچھی معیشت کے حامل ممالک میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام ہونا چاہئے کہ جس میں دیگر ممالک اسلامیہ کے طلباء طالبات شریک درس ہو سکیں آپس میں تعلیمی سیمینار منعقد کئے جائیں، جدید تعلیمی اور معاشی مسائل کے حل کیلئے ایک دوسرے کے سکالرز اور دانشوران ملت سے استفادہ کیا جائے۔

ایٹمی قوت:

اس وقت الحمدللہ پاکستان اس دوڑ مین تمام ممالک اسلامیہ میں اوّل نمبر پر ہے. اسی کی تقلید کرتے ہوئے دیگر ممالک بھی اِس دوڑ میں شامل ہوں. ایک ایسی لیبارٹری کا قیام ہونا چاہئے کہ جس میں ممالک اسلامیہ آپس کی تحقیق و ترقی مین مدد حاصل کر سکیں۔

معاندانہ رویہ کا انسداد:

اغیار کا یہ پروگرام اور منشور ہے کہ ممالک اسلامیہ کی چھوٹی سی غلطی کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے، جس کی دیکھا دیکھی ممالک اسلامیہ بھی اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر اپنی ملت کے ایک قوم سے کٹ جاتے ہیں. خدارا ایسی باتوں سے پرہیز کیا جائے بلا تحقیق کسی کے جال میں نہ آیا جائے اندرونی مسائل کو خود حل کرنے کی کوشش کی جائے، بصورت دیگر کسی اور ملک کی خدمات حاصل کر کے مذاکرات کی راہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔

عربی زبان کی ترویج:

ملت اسلامیہ کو ایک زبان کا مشترکہ طور پر بطور ملی زبان کے انتخاب کرنا چاہیے. جو کہ تمام زبانوں میں سے سب سے زیادہ مبارک زبان عربی زبان ہے، حدیث شریف میں بھی اس کے سیکھنے اور اس کا احترام کرنے حتٰی کہ اس کے بولنے والوں کا احترام کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے. یہی قرآن پاک کی زبان اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے.

عالمی اسلامی عدالت کا قیام:

یقیناجرائم ہر قوم میں ہوتے ہیں. اسی طرح ایک قوم وملک کے افراد دوسرے قوم وملک جاکر جرائم کا شکار بھی ہوسکتے ہیں. ایسے جرائم کو نمٹانے کیلئے ملت کی اپنی ایک اسلامی عدالت ہونی چاہئے کہ جن میں اسلامی احکامات کے مطابق فیصلے صادر ہوں، جرمانہ وہرجانہ وصول کرنے کا اختیار بھی اس کے پاس ہو اور اس میں ہر ملک کو اپنا مدعا اور دعویٰ بیان کرنے کا حق ہو.

باہمی آمدورفت میں سہولت:

ایسے قوانین وضع کیئے جائیں کہ جن میں آپس کا داخلہ وخارجہ آسان ہو، اِس سے باھمی اخوت وبھائی چارہ کو فروغ ملے گا، اور آپس کی تہذیب بھی پروان چڑھے گی.

باہمی تجارت کا فروغ:

ملت اسلامیہ کی خود بے شمار اتنی مصنوعات ہیں کہ اگر ان کو خود اسلامی ممالک ہی میں خریدا اور بیچا جائے، تو وہ وقت دور ہی نہیں کہ تمام مسلم امّہ خود مختار ہو جائیں. معدنیات سونا اور چاندی اور دیگر قیمتی جواہرات کی تجارت بھی باہمی طور پر کی جائے تاکہ اسلام ممالک خوب مستفید ہوسکیں.

مسلم اقلیتوں کا تحفظ:

اسلام کے رشتہ ہونے کے ناطے ہم سب کا انفرادی اور اجتماعی طور پر یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں کہیں مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان پر جبر و استبداد کیا جاتا ہے. ان کے حق میں آواز بلند کریں. اور ایسے اقدامات کریں کہ ان کو مکمل طور پر تحفظ ہو.

غیر مسلم ممالک میں مسلم قیدیوں کا تحفظ:

مسلم ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ رزق حلال کی تلاش میں اگر کوئی مسلم غیر قانونی طور پر کسی ملک میں قید ہو جاتا ہے. کہ اس کو چھڑانے کیلئے اور آزاد کرانے کیلئے سفارتی اور دیگر ذرائع استعمال کر کے اس سے آزادی دلائیں. قرآن پاک کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ[11]

تمام ایمان والے بھائی ہیں

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ»[12]

تمام مومن فرد واحد کی طرح. اگر آنکھ دکھتی ہے تو پورے جسم میں تکلیف محسوس ہوتی ہے اور اگر سر میں درد ہوتا ہے تو بھی پورا جسم دکھتا ہے.

اس اسلامی رشتہ نے ملت اسلامیہ کے تمام افراد کو ایک جسم کے اعضاء بنا دیا ہے. جو شخص بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے. وہ اسلامی برادری میں شامل ہو جاتا ہے. خواہ اس کا تعلق کسی قوم کسی ملک اور کسی زبان سے ہو اسلامی اخوت کا رشتہ مضبوط ترین رشتہ ہے. اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ کوئی ایسی انفرادی و اجتماعی حرکت نہ ہونے پائے. جس سے اس اتحاد میں دراڑ پڑے. مسلم امت کے فرد ہونے کی حیثیت سے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی ترقی و تعمیر کیلئے اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں اور اس کو پروان چڑھا کر اللہ اور رسول کی رضا حاصل کریں امت کے غم و خوشی میں شریک ہوں اور جہاں کہیں اس کو دکھ و تکلیف ہو اس کا انسداد کریں. علاقائی، ملکی اور عالمی سطح پر اس کیلئے کوشاں رہیں۔

اختتامیہ:

لمحہ فکریہ ہے کہ اگر ہم نے سقوطِ بغداد، افغانستان، لبنان، فلسطین اور دوسرے ممالک میں غیر قوموں کی دہشت گردی کو احساسِ شکست کی طرح خود پر طاری کر لیا تو شاید سنبھل نہ پائیں گے۔ ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھلانا چاہیں گے تو یاد تو پھر بھی آئے گا مگر اس کا اثر ذہنوں سے اتر جائے گا۔ دراصل امت مسلمہ کے جسم میں یہ وہ زخم ہیں

جو ہر ٹیس کے ساتھ زخم دینے والے کی یاد دلاتے رہیں گے۔ یہ وہ قرض ہے جو سود خوروں کو سود سمیت لوٹانا ہمارے ذمے ہے۔ بیشک یہ ایک بہت ہی مہنگا سودا ہے لیکن کوئی بھی سودا اپنی قیمت سے مہنگا نہیں ہوا کرتا۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سوں کو قرآن وسنت رسول ﷺ کا درس بغیر کچھ یاد دلائے کانوں سے گزر جاتا ہے۔ اگر ہم اپنی یادداشت، ضمیر اور غیرت کو جاگتے رہنے پر آمادہ کر سکیں تو ہر جگہ غیر ملکی سامراج کے سامنے اپنی ہی زمین کو سیراب کرنے والا لہو آج بھی اتنا ہی گرم ہے کہ اس سے امت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل ممکن ہے۔ ارتح کو یاد رکھنا ہو گا کیونکہ تاریخ کی عادت یہی رہی ہے کہ جو قومیں اپنی تاریخ بھلا دیتی ہیں ان کا جغرافیہ ہی نہیں بلکہ ان کا وجود بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ آج بھی جب ہم خود کو نسلی اور فرقہ ورانہ تعصبات کے حوالے کرتے ہیں تو صرف اپنی جانوں پر ظلم نہیں کرتے بلکہ بدر سے لے کر کارگل تک کے شہیدوں کے مقدس لہو سے غداری بھی کرتے ہیں۔ مگر کیا ہم سب یہ جانتے ہیں کہ قرآن وسنت رسول ﷺ عمل کر کے ایسا ممکن ہے اور اس ضمن میں ہمیں ہر وہ دکھ یاد کر کے فرقہ وارانہ روش کو بھلانا ہو گا جس سے مسلمانوں کے لہو سے غداری کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔، ہمیں قرآن کے اصولوں کو مضبوطی سے تھامنا ہو گا، لا الہ الا اللہ کے پرچم تلے جمع ہونا ہو گا، اپنی صفوں سے نفرتوں کے بیج کو نکالنا ہو گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے کو اپنے دلوں میں جگہ دینا ہو گی تو پھر وہ وقت لوٹ آئے گا جس کا خواب ہر روز اہل دیکھتے ہیں اور اسی میں امت مسلمہ کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔[13]

قوم اور ملک ہمیشہ یکجہتی، ایثار، محبت، اور قربانی سے بنتے ہیں۔ ہمارے سامنے کئی ملکوں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیکر ملک کی سالمیت کو زندہ رکھا ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں　　موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں[14]

اگر امت مسلمہ نے زمانے کی ترقی کے معیار کے ساتھ ساتھ چلنا ہے تو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ ساتھ آنکھیں کھول کر ان صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہونا ہو گا جن کا نام سن کر دشمن کانپ جایا کرتے تھے۔ انہوں راہوں پر چل کر ہم ان قوموں کا مقابلہ کر سکیں گے جنھوں نے سورۃ الحدید کی تفسیر سمجھ کر ایٹم بم بنایا اور ہمارے قرآن کو اپنی تجربہ گاہ میں ایک اعلیٰ مقام دے کر وہ سائنسی ترقی حاصل کی جس کے ہم وارث تھے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو امت مسلمہ تیل و معدنیات کی کثیر دولت، اپنی رگوں میں جہادی صفت کا حامل لہو، اپنے سینوں میں قرآن رکھنے کے باوجود زمانے کی دوڑ میں کچل دی جائے گی اور پھر کبھی نہیں اُٹھ سکے گی۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر　　ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ[15]

محروم رہا دولت دریا سے وہ غواص　　کرتا نہیں جو صحبت ساحل سے کنارہ[16]

مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری کے مجموعہ "رموز بے خودی" میں کیا خوب کہا تھا:

قوم روشن از سواد سرگزشت۔ خودشناس آمد زیاد سرگزشت

سرگزشت او گر از یادش رود باز اندر نسیتی گم می شود[17]

ہمارا کارنامہ ء بدر و حنین ہمارے ضمیر کو زندہ کرتا ہے۔ اُحد و طائف کی یادیں ہم کو ہوش مند رکھتی ہیں۔ اگر قرآن و سنت رسول ﷺ کا سبق ہمارے ذہنوں میں مدہم پڑ جائے تو کوئی دوسری طاقت اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔ مولانا محمد علی جوہر نے شائد امت مسلمہ کے لئے ہی فرمایا تھا کہ اگر آپ اپنی قوم کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ صرف اور صرف قرآن مجید اور رسول مقبول ﷺ کی سنت پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔[18]

حوالہ جات

[1]۔ القرآن، سورۃ النور:۲۴۔

Al-Quran, Surahtu Alnoor:24.

[2]۔ بحوالہ بالا، الفتح:۲۲۔

Bahawal bala, Al-Fatha:22.

[3]۔ بحوالہ بالا، آلِ عمران:۱۳۹۔

Bahawal bala, Aale Imran:139.

[4]۔ تبریزی، ولی الدین الخطیب (شیخ)، مشکوۃ المصابیح، مترجم: محمد صادق خلیل، مکتبہ محمدیہ، چک، چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال، جنوری ۲۰۰۵ء، جلد نمبر 1، ص ۸۳۔

Tabraizi, Wali-ud-deen Al-khateeb(Shaikh), Mishkaatu Al-masabihi, Mutarajjim: Muhammad Sadiq Khallil, Maktaba Muhammadia, Chak Checha watni, Zilla Sahiwal, January 2005.

[5]۔ سورۃ آلِ عمران:۱۱۰۔

Surhtu Aale Imran:110.

[6]۔ مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا (تبلیغی جماعت والے)، فضائل اعمال، مکتبہ الذکری، کلاسکل پرنٹرز، اسلام آباد، شعبان ۱۴۳۶ھ، جلد نمبر ۱، ص ۹۰۲۔

Moulana Shaikh-ul-Hadees Muhammad Zikria(Tabligi Jumat waly), Fazail-e-Aamal, Maktaba Alzikri, Classical printer, Islamabad, Shaban 1436 h.vol 1,p:902

[7]۔ سورۃ البقرۃ:۱۹۵۔

Surhtu Al-bakara:195.

[8]۔ ماہنامہ الحسن جنوری ۱۹۹۲ء، ص ۲۲۔

Mahnama Al-hasan January 1992.p:22

9۔ جنگ سنڈے میگزین، ۲۵ جولائی ۲۰۰۴ء۔

Jang Sunday Magazine,25 July 2004.

10۔ کلیات اقبال، نظم کا نام: ۱۳، شفیق ناز، الحمراء پبلشنگ ہاوس اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص ۸۶۰۔

Kuliyat-E-Iqbal, Nazam Ka Naam:13, Shafiq Naz, Alhamra Publishing House Islamabad, 2004 .P:860

11۔ القرآن، سورۃ الحجرات: ۱۰۔

Al-Quran, Surhtu Al-Hujrat:10.

12۔ النیسابوری، مسلم بن الحجاج أبو الحسن (م: ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، س ن، رقم الحدیث: ۲۵۸۶، ج ۴، ص ۲۰۰۰۔

Al-Nisabori,Muslim Bin Al-Hajaj Abu Al-Hasan(261 Hijri), Sahih Muslim, Tehqeeq: Muhammad Fawad Abdulbaqi,Daru Al-Ahya-Ul-Turas Al-Arbi, Bairoot.Seen ,Nun,Raqm Ul-Hadith:2586.Vol 4,P:2000

13۔ سروہی، محمد یٰسین، میرا پیغام ہے محبت، ہلال اردو، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص ۵۱۔

Sarohi, Muhammad Yaseen, Mera Paigham Hai Muhabbat, Hilal Urdu, September 2009.P:51

14۔ کلیات اقبال، نظم کا نام: ۱۳، شفیق ناز، الحمراء پبلشنگ ہاوس اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص ۸۳۰۔

Kuliyat-E-Iqbal, Nazam Ka Naam:13, Shafiq Naz, Alhamra Publishing House Islamabad,2004.P:830

15۔ بحوالہ بالا۔

Bahawal bala,.

16۔ بحوالہ بالا۔

Bahawal bala.

17۔ محمد اقبال لاہوری، رموز بے خودی، فرہنگ پبلشرز کراچی، ۱۹۷۸ء، ص ۲۱۰۔ / یادوں کے نقوش نصرت الدین احمد۔ فرینڈز پبلیکشنز کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۹۲۔

Muhammad Iqbal Lahori, Ramoa-E-Bekhodi, Farhang Publishers Karachi,1978.p:210 / Yadon Ky Naqoosh, Nusrat-Ul-Deen Ahmad, Friends Publications, Karachi, 1988.p:92

[18]. محمد زکی کیفی: مجموعہ کلام "کیفیات"، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲۴۔

Muhammad Zaki Kaifi: Majmoa Kalam "Kaifiyat", Idara Islamiyat Anar Kali Lahore, 1976. p:124